برکات الاسلام

مصنفہ
جناب مولوی سید محمد حسین صاحب اغلب ہوائی

منشی فضل الدین تاجر کتب لاہور بازار کشمیری نے
سنہ ۱۸۹۰ع
اسلامیہ پریس لاہور میں چھپا

قومی لٹریچر کا نمونہ

حامیان اسلام!

آپکی لائبریری یا کتبخانہ کی الماریوں میں مندرجہ ذیل کتابیں ضرور ہونی چاہئیں۔ کیونکہ یہ وہ کتابیں ہیں جن سے قوم کی خستہ حالی کیطرف عوام الناس کو توجہ دلائی گئی ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنھوں نے مُردہ دلوں کے واسطے مسیحائی کا کام کیا ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنھوں نے افسردہ دلوں میں تاثیر کی برقی دوڑائی ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جو ملکی اور قومی اغراض کے واسطے اکسیر کا اثر رکھتی ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمیں کیا ہونا چاہئیے۔ زیادہ نہیں تو ایک ایک کاپی کیلئے ضرور ہی ارشاد ہو۔ قیمت نقد یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل۔ وھو ھذا

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
حیات سعدی ...	عہ ر	مرآۃ العروس ...	۵ر	المامون	۲ر عہ
مسدس حالی مع ضمیمہ فرہنگ	۱۲ر	بنات النعش ...	۵ر	رسالہ تہذیب ...	۲ر
" خورد ڈمی ...	۴ر	توبۃ النصوح	۶ر	فضیلت	۱۲/
" رسمی کاغذ ...	۴ر	ابن الوقت حصہ اول ..	عہ ر	خواب ہستی	۲ر عہ
شکوہ ہند	۲ر	محصنات نو ترمیم ڈمی	۱۲ر	پولٹیکل مضامین ...	۱۲ر
مجالس النساء حصہ اول ..	۲ر	توبۃ النصوح نو ترمیم	۱۲ر	مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم	۱۰ر
" " دوم ..	۱۰ر	مرآۃ العروس " "	۱۰ر	واجب الوجود	۱ر
حقوق اولاد	۲ر	بنات النعش " "	۱۰ر	مسدس نشیع و نہائے ہند ...	۲ر
مناجات بیوہ	۲ر	آب حیات "	۲ر عہ	اسلامی ڈنکا	۲ر
رقعات نواب محمد مصطفےٰ خان	۲ر عہ	نیرنگ خیال نو ترمیم ..	۵ر	طریق دولت	عہ ر
تضمین رشد ...	۴ر	مثنوی صبح عید ...	۴ر	[illegible]	۸ر
فسانۂ آزاد جلد ثانی ..	سے ر	مثنوی صبح امید ...	۴ر	سوانح عمری سکندر	۸ر
فسانۂ آزاد جلد ثالث ..	سے ر	نوحۂ حالی شکوۂ حالی حصہ اول	۱ر	ملکہ قیصرۂ ہند	عہ ر
فسانۂ آزاد جلد رابع ..	سے ر	" " " دوم	۱ر	مخمس محبہ ...	۴ر
مکالمۂ بیم و رجا ...	۲ر عہ	ساغر اشکبار	۲ر	مخمس حسرت	۲ر

دیباچہ

موجودہ زمانہ میں اسلام کا نشو و نما افریقہ ہی میں نہیں ہو رہا ہے بلکہ یورپ میں جہانتکہ علم وعقل کو کمال درجہ ترقی ہے اہل انصاف اُس کی پاک تعلیم اور الہامی صداقتوں کو تسلیم کرتے جاتے ہیں چنیدہ مصنف انگریزی فاضلوں اور عالموں نے جیسے کہ جان ڈیون پورٹ و گاڈ فری ہگن ہیں اسلام کی صداقتوں پر کتابیں لکھی ہیں ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ اُن کتابوں کی تصنیف سے وہ مُسلمان نہیں ہو گئے عیسائیت پر اُنکا اعتقاد رہا مگر وہ مسلمان ہو کر اگر اسلام کے محاسن اور خوبیاں بیان کرتے تو کیا لطف تھا عیسائیت کے دائرہ میں رہکر جب اسلام کی تعلیم اور اُسکی قدرتی خاصیتوں کی اُنہوں نے تعریف و توصیف کی تو اسلام کی تصدیق گویا مخالفین کے قلب و زبان سے ہو گئی۔ اُن سے بڑھکر اب ایک پادری ایزک ٹیلر نے کئی ہزار آدمیوں کے مجمع میں اسلام کی تعلیم اور اشاعت کی حالت کو بیان کیا اور صرف بیان ہی نہیں کیا بلکہ اسلام کے محاسن کو بمقابلہ عیسائی مذہب کے محاسن کے تسلیم کیا پادری ٹیلر کے لکچر پر ہر چند کہ ڈاکٹر ہنٹر وغیرہ نے نکتہ چینی کی ہے مگر وہ نکتہ چینی تعصبات مذہبی پر محمول کیجاتی ہے جن واقعات سے پادری صاحب نے اسلام کو اچھا سمجھا ہے اُنکے مخالفین نے اُن واقعات کی تردید واقعات سے نہیں کی بلکہ قیاسات سے کام لیا ہے۔ جو ایسی صورت میں ہرگز مقبول و مستحسن نہیں ہو سکتا

ہمارا ہمیشہ سے خیال ہے کہ اسلام کی اشاعت جبر سے نہیں ہوئی ہے +

تاریخی واقعات سے ثابت ہوا ہے کہ اسلام اپنی ذاتی الہامی خوبیوں سے پھیلا ہے اسلام کا آغاز حکومت کا محتاج نہ تھا اور نہ آج اُسکو حکومت کی خواہش ہے بیشک شاہان اسلام نے اُسکے پردہ میں پولیٹیکل فتوحات حاصل کئے ہیں اور اُنکے بجبر اسلام قبول کرانے سے مخالفین نے یہ صدا بلند کر رکھی تھی کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی ہے مگر اس ترقی یافتہ زمانہ میں لوگ سمجھتے جاتے ہیں کہ بادشاہوں کے افعال و اقوال سے اسلام پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ اسلام علیحدہ ایک نعمت ہے اور اسلامی تعلیم کی خوبیاں رفتہ رفتہ یورپ اور امریکہ میں اپنا اثر پیدا کر رہی ہیں +

تاتاریوں کے شاہانہ شان و شوکت کا ایک عالم قایل تھا۔ مگر مذہبی انجام اُن کا یہی ہوا کہ بغیر کسی جنگ کے انہوں نے بخوشی خاطر اسلام قبول کر لیا تھا۔ آج کل ریورنڈ ایزک ٹیلر کے لکچر نے ایک تازہ خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔ اس کا چھپ جانا ہند کے بازاری مشنری واعظین کے اعتدال پر رکھنے کے لئے دلچسپ معلوم ہوتا ہے +

میں اپنی مختصر اور مختصر راے کے ساتھ پادری صاحب کا پورا لکچر بطور ایک رسالہ کے مشتہر کرتا ہوں۔ اگرچہ عیسائی پادریوں کا یہ خیال ہے کہ اُس لکچر کا مقصود یہ ہے کہ عیسائیت کی اشاعت افریقہ میں اسلام سے بڑھکر ہو اور ٹیلر صاحب نے دوسرے پادریوں کی کوشش کے واسطے وہ لکچر دیا تھا۔ مگر ہم کو اس سے کیا غرض ہے وہ اسلام کے مخالف تھے اور مخالف نے اسلام کی برکات کی تصدیق کی۔ ہم اس کو اسلام کی تائید تصور کرتے ہیں +

سید محمد حسین اغلب قصبہ مئوان

ملک اودھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ برکات الاسلام
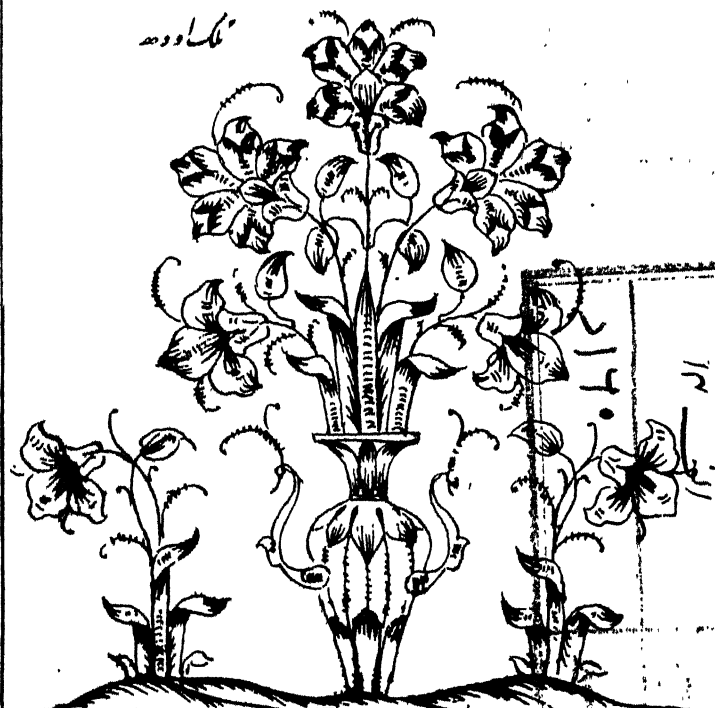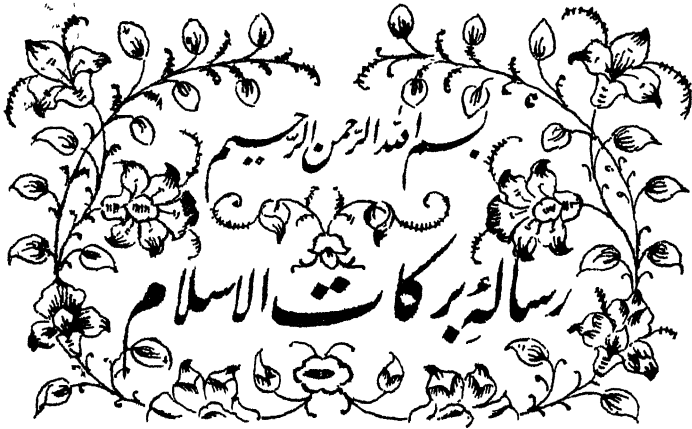
غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابتدا میں اسلام کا نشو و نما کسی تاج پوش و تخت نشین کی توسط سے نہیں ہوا۔ رسول ہاشمی کے پاس مال دنیا بہت قلیل تھا۔ یہ اُس ترکہ میں آپ کو حاصل ہوا تھا جو آپکے ابا و اجداد چھوڑ گئے تھے۔ اگر جناب رسالت مآب ذاتی یا موروثی دولت سے مالا مال ہوتے تو ابی طالب خطبۂ عقد حضرت خدیجۃ الکبریٰ میں کبھی یہ بیان نفرماتے کہ "محمد بن عبد اللہ کے پاس مال دنیا قلیل ہے اور مال کی حالت یہ ہے کہ وہ زوال پذیر ہے" اور اپنے مال سے تعین مہر نہ کرتے غرض کہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے ابتدائی زمانہ کا دوران ایسی تکلیف او مصیبت اور بے سر و سامانی سے ہوتا تھا۔ کہ اُس سے کوئی عرب پیشین گوئی نہیں کرسکتا تھا۔ کہ اسلام قطرہ سے بحر ذخار اور ذرہ سے مہر تابدار ہو جائیگا۔

خدا کی قدرت دیکھئے اگرچہ پیغمبر خدا کا دنیوی سرمایہ بہت قلیل تھا۔ مگر ایسی عظیم دولت رسالت و نبوت کی جو منجانب اللہ عطا ہوئی تھی کہ اُس کے مقابل خزائن کسرےٰ و روم کی کچھ ہستی نہ تھی دولت دین کے مقابلے میں مال دنیا حقیقت میں ایک حقیر چیز ہے۔ دیکھو قارون حضرت موسےٰ کے زمانہ میں بڑا مالدار مشہور تھا اور حضرت موسےٰ کے پاس بجز دولت رسالت کیا تھا۔ مگر قارون کی دولت نے انسانی خلقت کو کچھ فائدہ نہ پہنچا حضرت موسےٰ نے صرف اپنی دولت نبوت کی اعانت سے بغیر امداد زر و مال بنی اسرائیل کو بڑی مصیبتوں سے رہا فرمایا اور اُسی یزدانی سرمایہ کی برکت سے حضرت ہارون اور موسےٰ نے فرعون کو معہ اُسکے لشکر کے رود نیل میں غرق کردیا۔ ویسا ہی ہمارے برحق پیغمبر کے پاس گو دولت اور حکومت نہ تھی اور بمقابلہ آپکے دوسرے سرداران قریش کی دولت اور حکومت

مسلم ہے تو کیونکر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام کی اشاعت حکومت اور دولت کا نتیجہ تھی۔ سوال یہ ہو سکتا
ہے کہ وہ کونسی اعلیٰ طاقت تھی کہ عرب کے ملک التبار اور بادیہ افتادہ رہ سکا کی ثروت کے مقابلہ میں ایسے
شخص تھے جو یتیم اور اُمّی اور مفلس کو فتح کرنے والا (روحی فداک) فیض نہ پہنچ سکے پیغمبر اسلام کہ کثیر جماعت
نہ رکھتے تھے۔ اور نہ کوئی ہتنی اقتدار۔ ایک اُمّی و بے سروسامانی یا و شاہت اسلام کی قایم فرمائی جسکے مقابل میں
نہ انبیاء ماسبق کی تعلیم و ہدایت تسلیم ہو سکتی ہے نہ کسی شاہ و شہنشاہ نے ہمیشہ کے لئے ایسی لازوال اور
فایدہ بخش حکومت کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس سوال کا جواب اگر ہو سکتا ہے تو یہی ہے کہ خدا آپ اس فخر اولاد
اسمعیل اور خاتم الانبیاء کے ساتھ تھا اور اُسی کے سایہ میں برکت الہام یزدانی بلکہ تنہا عرب و عجم کو منور فرمایا اور زندہ
جاوید اسلامی تعلیم دنیا میں بطور یادگار ہے کہ اُس سے دوام کیواسطے انسانی سیادتیں مستفید ہوتی رہینگی۔ کیا بغیر اعانت
خدا یہ ممکن تھا کہ اسلام کی اشاعت ہوتی ہرگز نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اور تمامی انبیاء کی
تعلیم اور اسلامی تعلیم میں ایک فرق عظیم ہے۔ اُن کے الہام کا بہت بڑا حصہ اُنکے خانگی کاروبار
اور ذاتی قضایا اور مسافرانہ حالت کے متعلق تھا۔ کیونکہ حضرت اسحاق ع کی تعلیمی سرگذشت کی نسبت
توریت سے ایسی ہی شہادتیں پائی جاتی ہیں علیٰ ہذا اُس زمانہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت
یوسف علیہ السلام کی رسالت کا معتد بہ حصہ بتغییر الفاظ اور رسالات و واقعات انہیں خصوصیات خانگی
اور انتظامی سے متعلق سمجھا جا سکتا ہے جو حضرت ابراہیم کو حاصل تھیں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی
بعثت ابتداءً اسواسطے نہ تھی کہ فرعون اور عوام قبطیوں کو تعلیم ہوتی کہ وہ خدا کو واحد سمجھیں۔
اور اسکے قدرتی احکام کی تعمیل کریں۔ بلکہ اوّل خدمت خدا نے موسےٰ ع کو یہی سپرد کی تھی کہ فرعون
کے آہنی پنجہ سے بنی اسرائیل کو نجات دیں توریت کے باب خروج سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر فرعون
اول ہی مرتبہ حضرت موسےٰ کی فہمائش کو تسلیم کر لیتا اور بنی اسرائیل کو نکل جانے دیتا۔ تو ان کے صدمات
اور ہلاکت رود نیل سے محفوظ رہ سکتا تھا۔ جب بنی اسرائیل قید سے رہا ہوئے تو اُن کی تعلیم کیواسطے احکام
عشرہ نازل ہوئے اور یہاں تک کہ حضرت موسےٰ نے خصومات کا انفصال اور معاملات کا تصفیہ فرمایا
وہی مجموعہ شریعت کا بنی اسرائیل کیلئے ہو گیا تھا۔ حضرت موسےٰ کی الہامی تعلیم سے زیادہ تر
بنی اسرائیل ہی مستفید ہوئے اُس زمانہ میں اور قوموں کو یہاں تک کہ فیض پہنچا اُس وسیع تعلیم کا اثبات
یہود کے ذمہ ہے یہ رسالت حضرت مسیح ناصری کی علت غائی اُس سوال کے جواب سے ثابت ہوتی ہے جو
یہودیوں نے کیا تھا۔ کہ آپ توریت کے باطل کرنے کیواسطے آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں توریت کے باطل کرنے
کیلئے نہیں آیا ہوں بلکہ اُسکی تکمیل کیلئے مبعوث ہوا ہوں پھر خود ہی بیان فرمایا ہے کہ یہودیوں نے احکام توریت کی بجا آوری نہیں کی

اور منہیات کے مرتکب ہیں اُسی کی تکمیل کے واسطے آیا ہوں اسکے علاوہ مسیح کی تعلیم چند روزہ تھی اور معدودی چند اشخاص نے اُن کی رسالت کو تسلیم اور ان کی تعلیم کو قبول کیا تھا مسیح کی تعلیم روحانی و اخلاقی کے متعلق ایک مشکل حصہ ایسا ہے۔ کہ اگر دنیا چھوڑکر اور علایق دُنیوی سے توبہ کرکے رہبانیت اختیار کی جائے تو اُنکا فائدہ محسوس ہو سکتا ہے تمام نبوی کاروبار کی تشریح تکمیل اُس سے ذرا بھی مستنبط نہیں ہو سکتی ؛

بیانِ بالا سے یہ غرض نہیں ہے کہ انبیاء ماسبق کی رسالت مشکوک ہے یا اُس نورانی جماعت کی تعلیم سے انکار ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ اُن کی تعلیم اسلامی تعلیم کے مقابلہ میں بہت کم عملی وسعت رکھتی ہے۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ کل نبیوں کا منصبی مقصود متحد تھا۔ اور اُن کی صدا قتیں ایک تھیں۔ فخر فلاسفہ اسلام خواجہ نصیر الدین طوسی اپنی نایاب کتاب اخلاق ناصری میں اُنکی تصدیق فرماتے ہیں۔ دنیا میں اسلام ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ کسی رسول کی رسالت اور کسی نبی کی نبوت سے منکر نہیں ہوا۔ یہود یوں نے اور نبیوں کو تسلیم کیا تھا۔ مگر انہوں نے مسیح کی رسالت سے انکار کیا۔ بعدہٗ عیسائی اور موسائی ہمارے پیغمبر کی رسالت سے منکر ہوگئے مگر اسلام نے جمیع انبیاء کی رسالتوں کی تصدیق کی معاذ اللہ اگر اسلام مصنوعی ہوتا تو اپنے ہم منصب رسولوں کی دعوتوں کی تصدیق کیوں کرتا۔ اسلام کا آغاز جس خطے میں ہوا تھا اسکی عمر دنیا کی عمر کے ساتھ تھی جس زمانہ میں انبیاء سابقین نے ہدایت فرمائی تھی وہ زمانہ ابتدائی خلقت انسان کا تھا انسانی حیاتیں قلیل تھیں دنیا کی عمر کم تھی علم و عقل کی ترقی نہ تھی اُنکے حالات اور معاملات کی کیفیت اور رسم رواج کی حالت محدود تھی ؛

غرضکہ اُن کی رفتار بھولی بھالی بھیڑ بکریوں کی مانند تھی کہ چرواہوں کو ان کی پرورش و حفاظت اور چرانے اور راہ راست پر لانے میں زیادہ تر دقت نہ ہوتی تھی یا وہ ایسی آسامیاں تھیں کہ اُنکو قابو میں لانے کیواسطے مذہبی ہدایت کرنے والوں کو کچھ زیادہ مشکل نہ تھی۔ نور اسلام کا جب ظہور ہوا تھا۔ دنیا کی عمر کا معتدبہ حصہ بسر ہو چکا تھا۔ علم و عقل و تجربہ ترقی کے درجہ پر تھا۔ دشت و صحرا آباد ہو چکے تھے آج جو حالت دنیا کی آبادی کی ہے وہی عالم اُس وقت تھا۔ رسم و رواج کی گویا انتہا ہو چکی تھی۔ اسلام نے بت پرستی کو مٹایا۔ اُس نے اُن قبائل کے وحشیانہ نفاق اور منافشات کو دور کیا۔ کلمہ طیب نے تمام کلمہ گویوں کو ایک قوم کر دیا۔ خانگی ناقص رسم و رواج کی اصلاح کی عرب کے قبائل کے تجارتی کاروبار ایسے جاری تھے کہ اُن سے انسان کی زندگی ظلمت ناک ہو رہی تھی۔ اسلام نے اعتدال سے اُن ناقص و خراب حالتوں کو مبدل بنور کیا۔ دختر کشی کا رواج تھا۔ مے فروشی اور انسان فروشی کے ہر طرف بازار گرم تھے۔ اور اُس قسم کی تجارت سے تجار کو منافع کثیر حاصل ہوتا تھا۔ اسلام نے موثر الفاظ میں دختر کشی ایسی قو

کی۔ کہ ہندوستان کی انگریزی قوت کو بھی اس آسانی سے کامیابی نہیں ہوئی۔ اور مے نوشی ایسی منع کردی کہ انگریزی قانونی سزاؤں اور بڑی بڑی سوسائیٹیوں اور ڈاکٹروں کی پر اثر رایوں نے ویسا نہ کیا۔ دنیاوی اصلاحات کے علاوہ روحانی یعنے دینی تعلیم سے اسلام نے اُس رشتہ کو قوی کردیا جو انسان کو خدا سے ہے ایام جہالت میں عرب ظلمت میں مبتلا ہوگیا تھا وہ خداشناسی اور روحانی فیض سے محروم تھا وہ غیب کی صدا نہیں سُنتا تھا۔ اور صراط مستقیم کو نہیں جانتا تھا۔ قضا و قدر سے واقف نہ تھا متوکل اور مالدار نہ تھا۔ اور حکومتی تعلق قبیلہ کا علحدہ تھا۔ رہزنی اور ڈکیتی عوام کا پیشہ تھا اور جزا و سزا اور وعدو وعید کے معاملات کو نہ جانتا تھا یہ بھی اسکو معلوم نہ تھا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو عالم ارواح میں اُس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ بے حس و حرکت بتوں کی پرستش میں مشغول تھا اور ستارہ پرستی اُسکا شعار تھا عرب کا آخری انجام یہ تھا۔ کہ بتوں کو خدا جانتا تھا۔ اور جب بُت خدا تھے۔ تو غیر فانی اور ازلی و ابدی طاقت یعنی خدائے واحد ذوالجلال کے افعال و اقوال کا کیا اور کیونکر اثر ہوسکتا تھا عرب کے واسطے یہ خرابیاں ایسی تھیں کہ جو روحانی تعلیم کا سرمایہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اُس ملک کو عطا فرما گئے تھے۔ وہ بھی مفقود ہوگیا تھا۔ پس اسلام نے وہ برکات بخشیں کہ عرب خاک سے پاک ہوگیا۔ دنیا کا تعلق دین سے تھا اور دین کا تعلق دنیا سے۔ دین و دنیا کی رفتار ملحوظ لازم و ملزوم تھی۔ مگر اس کا مرسلین سابق کے زمانہ میں کامل فیصلہ نہ ہوسکا تھا۔ یہ شرف اور فضل آخری رسالت عرب ہی کو حاصل ہوا۔ کہ اُس کی برکت سے خارجی یعنے دنیاوی معاملات کی اصلاح عملیں آئی اور داخلی امور یعنے روحانی و دینی تعلقات کی اصلاح ہوئی۔ روحانی اصلاحات کا اثر دنیوی معاملات پر ہوا اور دنیوی اصلاحات سے عربوں کی روح پاک و پاکیزہ ہوگئی۔

روحی فداك یا رسول اللہ ٭

آبیاری اسلام سے جب عرب سرسبز و شاداب ہوگیا۔ تو اسلام نے اپنی برکت و رحمت عالم میں تقسیم کی۔ موجودہ زمانہ میں ہر مذہب اپنے پرو پرزہ درست کررہا ہے۔ عیسوی مذہب کی تابع حکومت ہے اسلام کی حکومتی رفتار رُک گئی ہے۔ مگر وہ کبھی حکومت کا محتاج نہ تھا۔ اور نہ آج اسکو حکومت کی ضرورت ہے۔ اسکی ذاتی خاصیتیں اور قدرتی خوبیاں ایسی تھیں کہ وہ ایک پژمردہ گھاس تھا مگر یکایک لہلہاتا ہوا سبزہ ہوگیا تھا۔ اور اس زمانہ میں کہ حکومت نہیں رکھتا۔ اسکو کوئی مذہب پہنچ نہیں سکتا کہ عیسوی مذہب بھی باوجود حکومتی جلال و جبروت کے

فنا نہیں کر سکتا۔ وہ اگرچہ باعتبار حکومت دیانت عیسوی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر اس کی
تعلیمی بادشاہت اور الہامی وسعت و رفعت کے مقابل کبھی مسیحی دین کی اشاعت اور ترقی
نہیں ہو سکتی ٭

اطراف واکناف عالم میں جس کسی کو اسلام کی نعمت عظمیٰ حاصل ہوتی ہے اُسکا دل و دماغ
روشن ہو جاتا ہے۔ وہ کسی مذہب کو تسلیم نہیں کر سکتا اور نہ کسی مذہب کی دعوت قبول کرتا ہے
ایک مسلمان جانتا ہے کہ مخالف ملل و ادیان میں جو صداقتیں ہیں اُن سے بڑھ کر اسلام میں ہیں
عرب کا ہر نو مسلم خیال کرتا تھا۔ کہ جس ظلمت سے نکل آیا ہوں پھر اس میں مبتلا ہونے سے کیا فائدہ
وہ دیکھتا تھا کہ دشمنان قریش پیغمبر آخر الزمان پر پتھر برساتے ہیں اور جب دریافت کیا جاتا ہے
کہ اس ظلم و جفا کا بدلہ لینا چاہیئے یا نہیں۔ تو سنتا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اُن کا راہ راست پر آنا
یہی عوض ہے۔ سچی ہدایت کا یہ اظہار ہے کہ جبکہ قبیلہ خزرج و اوس نے آپ سے کہا کہ ہمارے
آبا و اجداد جنگ و جدل کے عادی رہے ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو ہم مشرکوں کو جو آج کے دن منا میں
جمع ہیں تہ تیغ کریں۔ بجواب اسکے آپ نے فرمایا کہ میں مامور نہیں ہوا کہ تلوار کھینچوں اور مشرکوں
سے قتال کروں وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ میں اور میرے تمام بھائی یہاں تک کہ کُل عرب بُت پرست
تھا۔ اور بیہودہ رسم و رواج کا پابند۔ پیغمبر کی بعثت اصلاحات کی غرض سے ہے نہ بیکار
خونریزی سے۔ یہی سبب تھا کہ جن قبائل عرب کے حرکات سے آپ کو تکلیف اور ایذا پہنچی تھی
وہی اسلام قبول کرتے جاتے ہیں۔ ابی سُفیان کی ریاست اور رئیسانہ مرتبہ کو دیکھو اور یہ بھی
دیکھو کہ اُس نے پیغمبر خدا سے کس قدر مخالفت کی۔ مگر بجز اسکے اور کیا نتیجہ ہوا۔ کہ جب پیغمبر خدا نے
فرمایا۔ کہ افسوس تیری نسبت اے سُفیان کیا وقت نہیں آیا کہ تو واقف ہو کہ بجز اللہ تعالیٰ
کے کوئی معبود لائق پرستش نہیں۔ ابو سُفیان نے کہا کہ آپ کیسے کریم و رحیم ہیں۔ کہ باوجود
ظلم و زیادتی ایسا لطف فرماتے ہیں۔ اور اسکے بعد ہی اسلام قبول کر لیا۔ عرب کے اسلام
لائے ہوئے وہ اس سرگذشت سے واقف تھے۔ کہ پیغمبر خدا نے یہاں سے کیوں اور کس واسطے
ہجرت فرمائی تھی اُن کو یہ بھی معلوم تھا کہ جب آپ نے وطن چھوڑا تھا۔ اور اُس پُرآشوب
زمانہ میں مسافرت اختیار کی تھی۔ تو ایک صحابی نے آپکے بستر راحت پر استراحت فرمائی
کہ اگر قتل ہوں تو میں ہوں ذات اقدس نبوی کو ضرر نہ پہنچے اور دوسرے صحابی نے
رفاقت فرمائی۔ یہانتک کہ آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور پھر ملے مدینہ سے

جہاں ایک شخص کے سوا وہ سلطان رہ گیا تھا۔ جب پھر مکہ میں تشریف آوری کا زمانہ ہوا تو ہزاروں
آدمیوں کا مجمع تھا۔ اور وہ شان و شوکت کہ ابی سفیان کو حیرت ہو گئی۔ یہ بجز اس سچی
منجانب اللہ اعانت کے اور کیا تھا۔ عرب کیسی تاریکی کفر و ضلالت و جہالت میں پھنسا ہوا تھا
اور عیسائیاں و موسائیاں عرب انجیل و توریت سے خود ہی اچھی طرح مستفید ہوتے تھے
اور عرب کی تاریکی میں تو اُن آسمانی کتابوں کی ایسی بھی روشنی نہ تھی جیسے کہ شب کی تاریکیوں
میں کرم شب تاب کی ہوتی ہے۔ یہودی و نصرانی عرب میں دینی روشنی کے پھیلانے سے
مجبور و معذور تھے۔ اور ان اہل کتاب سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا ✤

نجران کے عیسائیوں سے جب بحث ہوئی تھی تو وہ روحانی جلوہ جو مباہلہ کے پردہ میں تھا کس طرح کھلائی
دیا صبح کا وقت تھا پیغمبر اسلام سے مباہلہ پر مستعد ہوئے تھے کہ حسینؑ ابن علیؑ بغل میں تھے اور حسنؑ کا
ہاتھ اپنے دست مبارک میں لئے تھے فاطمہؑ زہرا آنحضرت کے عقب میں اور علیؑ مرتضیٰ فاطمہؑ زہرا کے
عقب میں تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے دعا کرنے پر تم آمین کہنا عیسائیوں نے جس وقت پنجتن پاک
کو دیکھا اور حدیث دعا اور آمین کی سُنی ڈر گئے اُن میں سے ابن علقمہ اپنے گروہ سے اگر یہ نہ کہتا کہ
بتحقیق میں چند پاک نفس ایسے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے وہ خواہش کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے زائل ہو جائے
خدا اُس پہاڑ کو زائل کر دیگا۔ ہرگز ہرگز اُن سے مباہلہ نہ کرو ہلاک ہو گے تو کوئی اس زمین پر نہ رہتا کیونکہ
پیغمبر نے فرمایا تھا کہ اگر مباہلہ کرتے تو مسخ ہو جاتے اور یہ وادی اُن پر آگ برساتا ✤

اس قصہ کے متعلق دو سوال ہو سکتے ہیں اول یہ کہ عیسائیاں نجران کا ایک گروہ پیغمبر کے خود مقابل
ہوا تھا۔ دیگر ممالک میں جہاں تک کہ عیسائیوں کی آبادی تھی اُنہوں نے نہ پیغمبر سے حجت و مباحثہ کیا تھا
اور نہ کسی طرح کا اصرار رہتے کہ وہ ملک عرب میں بھی سکونت پذیر نہ تھے وہ کیوں اس ہلاکت میں شریک
ہوتے۔ دوم یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اہل قریش نے آپ سے عداوت و خصومت کا کوئی دقیقہ اُٹھا
نہیں رکھا۔ اُن کو کبھی یہ موقع کیوں پیش نہیں آیا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ قریشی اہل کتاب نہ تھے
اور جانتے نہ تھے کہ پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہونے والے ہیں۔ اُن سے مباہلہ کیونکر ہو سکتا تھا عیسائیوں
نے جب اُن بشارات توریت و انجیل سے انکار و اصرار کیا تھا۔ تو ضرور ہوا کہ پیغمبر بحکم خدا اُن سے مباہلہ
کرنے پر آمادہ ہوں۔ جب اُنہوں نے خاتم الانبیاء کی تصدیق دیدہ و دانستہ نہ کی اور تجاہل عارفانہ پر
اصرار سے عمل کیا۔ تو اُن سے مباہلہ کرنا ضرور ہی تھا۔ کہ اُس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا ✤

وہ اشخاص جنکو کہ روحانی مذاق اور معنوی رسالت کی دقیق باتوں سے واقفیت نہیں ہے۔ اور

صرف ظاہری حواس خمسہ سے اشیاء کی حس کر سکتے ہیں۔ اُن کو انبیاء کے روحانی افعال پر نور یقین
نہیں ہو سکتا۔ مگر یہود و نصارا پابند مذہب ہیں وہ انبیاء کے روحانی کاموں سے کیونکر انکار کر سکتے ہیں
انبیاء نے جو پیشین گوئی کی وہ پوری ہوئی۔ ہمارے پیغمبر نے آئندہ زمانہ کے واقعات کی نسبت
اپنی زبان معجز بیان سے اکثر پیشین گوئیاں فرمائیں۔ اُن کی تصدیق اُن واقعات کے عملی ظہور سے
ہو گئی +

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی آخری عمر میں یعنے قریب زمانہ انتقال کے فرمایا تھا۔ کہ اے برادران میں مرتا
ہوں اور خدا یقیناً تم کو یاد کرے گا۔ اور تم کو اس زمین سے باہر اُس زمین میں جسکی بابت اُس نے
ابرہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ سے قسم کی ہے لیجائیگا۔ اور یوسفؑ نے بنی اسرائیل سے قسم لیکر کہا خدا
یقیناً تم کو یاد کریگا۔ اور تم میری ہڈیوں کو یہاں سے لیجائیو +

ہمارے پیغمبر جس وقت کہ موتہ کے جنگ ہو رہے تھے مدینہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مگر جو کچھ وہاں ہو رہا
تھا۔ وہ آنحضرت کے سامنے تھا۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا۔ کہ زید بن حارثہ نے علم اُٹھایا وہ شہید ہو گئے
اُسکے بعد حضرت جعفر طیار نے علم لیا وہ شہید ہوئے۔ بعدہٗ ابن رواحہ نے علم لیا وہ بھی شہید
ہوئے پھر فرمایا کہ خالد بن ولید نے علم لیا وہ فتح یاب ہوئے۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد جن واقعات
کی خبر آپ کی زبان اقدس سے اصحاب نے سُنی تھی وہ ٹھیک درست ثابت ہو گئی +

دوسرا معجزہ یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں خانہ کعبہ کا دروازہ بجز دوشنبہ اور پنجشنبہ کے نہیں کھلتا
تھا۔ عثمان بن طلحہ کہتے ہیں۔ کہ ایکدن آنحضرت میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ دروازہ کھولدو
تاکہ میں اور میرے ہمراہی کعبہ کے اندر جائیں۔ میں نے آپ سے سختی کی اور آپ نے صبر کیا پھر فرمایا کہ اے
عثمان ایکدن آئیگا کہ کلید کعبہ میرے ہاتھ میں ہوگی۔ میں جسجگہ چاہونگا اُسکو رکھونگا۔ عثمان بن طلحہ کہتے ہیں کہ
جب مکہ فتح ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے عثمان کلید کعبہ میرے سپرد کر میں کلید لے آیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ
میں لی۔ اور پھر مجھکو سپرد کی اور فرمایا کہ تا قیامت تیرے ہاتھ سے کلید کوئی نہ لیگا۔ مگر ایک ظالم میں نے
ایک زمانہ میں تجھ سے کہا تھا کہ ایک دن دیکھیگا۔ کہ کلید میرے ہاتھ میں ہوگی اور سپرد کرونگا جسکو کہ
میں چاہونگا۔ عثمان نے کہا سچ ہے یا رسول اللہ +

آپ نے نصارا کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے جان میری
جان تمہاری ہے اور تن میرا تن تمہارا ہے حیات میری تم میں ہوگی اور ممات بھی تم میں قبر میری
تم میں اور مکان میرا تم میں ہوگا اس پیشین گوئی کا لفظ لفظ پورا ہو گیا۔ یہودیوں کی نسبت فرمایا

کہ صاحب حکومت نہ ہونگے۔ اُس زمانہ سے بنو عباس بھی حکومت سے محروم ہو گئے۔ علاوہ اسکے بہت سی پیشین گوئیاں اور معجزات ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کی وسعت حکومت اور شان و شوکت اور پھر مسلمانوں کے ضعف کی نسبت بیان فرمایا تھا وہ پورا ہوا +

روحانی برکتیں آپکی اولاد کو بھی حاصل تھیں۔ مباہلہ کے وقت حضرت امام حسینؓ پیغمبر کی آغوش مبارک میں تھے مگر جب زمانہ یزید کا آیا اور یزید کی عداوت سے آپ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مکہ میں پہنچکر چندے قیام فرمایا اور پھر بجانب عراق کوچ فرمایا۔ حُر ابن یزید الریاحی نے آپکو روکا اور کہا کہ میں یزید کے حکم سے آیا ہوں کہ آپ کو نہ جانے دوں جب اُس نے آپ کے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ ڈالا تو آپنے فرمایا کہ اے حُر تیری ماں تیرے سوگ میں بیٹھے۔ اس کہنے کے سوا اور ثابت نہیں ہوتا کہ آپنے اُسکو اپنی حمایت کے واسطے طلب کیا ہو مگر غور کا مقام ہے کہ جب دوبارہ حُر بغرض اطاعت آیا اور حضرت عباس نے اسکو مسلح دیکھکر روکا اور آپ سے دریافت کیا کہ حُر مسلح آیا ہے تو آپنے فرمایا کہ آنے دو وہ ہم میں ہو گیا ہے۔ حُر کے واسطے یہ معجزہ ہوا کہ وہ خود بخود حاضر ہوا۔ اور بعد شہادت حُر اُسکی ماں سوگ میں بیٹھے۔ اور تصدیق آپکے فرمانے کی ہو گئی۔ ابن سعد سے آپنے فرمایا۔ کہ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں اور اپنی بڑائی اور بزرگی بیان کی اس نے کہا کہ میں آپکی جلالت اور عظمت سے واقف ہوں مگر مجھکو رے کی حکومت نے آپکے قتل پر مجبور کیا ہے اُسمیں گیہوں ہوتا ہے آپنے کہا کہ گیہوں تجھکو نصیب نہ ہوگا۔ اس نے طعناً جواب دیا کہ اگر گیہوں نصیب نہ ہونگے تو جَو سہی آپنے فرمایا کہ جَو بھی نصیب نہ ہونگے۔ اس پیشین گوئی کی تصدیق بعد واقعات کربلا یہ ہوئی کہ ابن سعد کو جَو اور گیہوں کچھ بھی نصیب نہ ہوئے۔ کربلا میں ایک شخص نے طعنہ زنی کی تھی اور کہا تھا کہ اے حسینؓ اور اے اصحاب حسینؓ دیکھو کہ نہر کیسی مثل شکم ماہی موج زن ہے اور تم کو تا دم مرگ ایک قطرہ نہیں ملیگا۔ پس آپ کی دعا سے پیاس نے اُسپر غلبہ کیا اور ہر چند پانی پیتا تھا مگر سیراب نہ ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ دل پھٹا جاتا ہے اور آخر کو اُسی نہر میں آپکو گرا دیا اور العطش العطش کہتا ہوا غرق ہو گیا۔ ایک اور شخص نے اُس آگ کے بارہ میں استہزا کیا تھا تم نے دنیا میں آگ دوزخ کی طرف سبقت کی ہے آپ نے دعا کی کہ خداوندا آگ سے اسے ہلاک کر۔ اُس کا یہ حال ہوا کہ وہ آگ میں گرا دیا گیا۔ یعنے خود اسکے گھوڑے نے اُسکو آگ میں گرا دیا۔ اور وہ آگ میں جلکر مر گیا وہی روحانی برکت تھی کہ سر مبارک آپکا نیزہ پر تلاوت قرآن مجید کرتا تھا +

اُس مسلم عرب نے یہ بھی معائنہ کیا تھا کہ پیغمبر اور اصحاب پیغمبر کو مشرکین قریش کیسی کیسی ایذائیں دیتے ہیں

مگر اُن کی تکلیف اور ایذا رسانی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اُس نے دیکھا کہ فقرا صحابہ کو آہنی زرہیں پہنائیں اور اُن کو دھوپ میں چھوڑ دیا کہ دھوپ سے زرہیں گرم ہوں اور ان کے جسم کو تکلیف پہنچے۔ مشرکین نے بلالؓ کی گردن میں رسی ڈال کر اُن کو لڑکوں کے سپرد کیا اُنہوں نے بہزار خواری و ذلت بلال کو شعاب مکہ میں پھرایا۔ اور بلالؓ سے وہی برتاؤ کرتے تھے۔ جیسے کہ اور ملکوں میں کسی پر لڑکے تالیاں بجاتے ہیں۔ بلالؓ کی گردن کی رسی کو گھسیٹتے تھے۔ یہانتک کہ اُن کی گردن مجروح ہو گئی تھی۔ بعض کو ریگ گرم پر برہنہ لٹاتے تھے۔ اور جو پتھر دھوپ سے گرم ہو جاتا تھا وہ اسکے سینہ پر رکھتے تھے۔ عمار بن یاسر اور اُن کے والدین کو نہایت درجہ تکلیف دی تھی۔ عمار کو ایک دن ریگ گرم پر لٹایا۔ اور اُسپر سختی کر رہے تھے کہ آنحضرتؐ کا گذر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے آل یاسر صبر کرو ابوجہل نے عمار کی ماں کو مار ڈالا اور عمار کے باپ بھی مارے گئے۔ اوّل جو شخص کہ دین اسلام میں مارا گیا۔ وہ عمار کا باپ تھا +

شعاب مکہ میں پیغمبر اور مسلمانوں کی اذیت کو دیکھا تھا مسلمانوں کے واسطے بازاروں میں حاجتوں کے متعلق اشیا نہیں ملتی تھی اور ممانعت تھی۔ فاقہ کشی کرتے تھے اور دوست واحباب اور عزیز اقربا سب دشمن تھے اور درپے ایذا مگر اُن مسلمانوں نے اسلام سے انحراف نہ کیا۔ پس وہ مسلم سمجھا تھا کہ قریشیوں کی جانب سے یہ مظالم و تعدیات اسی واسطے ہیں کہ لوگوں نے اسلام قبول کیا مگر باوجود ظلم و تعدی اور اذیت اور تکلیف کے اسلام کا قدرتی سیلاب نہ رکا اور نہ اُن مسلمانوں نے پھر مشرک ہونا پسند کیا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ اسلام میں قدرتی تاثیر ضرور ہے اسلام کسی کے روکے رُک نہیں سکتا +

یہ تمام نیرنگیاں دیکھکر وہ عرب مسلمان ہوا تھا پھر وہ کیونکر بت پرست اور قریشیوں کا مسلک اختیار کرتا۔ کیا جس تاریکی سے روشنی میں آیا تھا پھر اُسی تاریکی میں جانا پسند کرتا +

یہودیوں کا مذہب اگرچہ فنا نہیں ہوا۔ مگر اس کی رفتار تعصب اور یہودیوں کی مذہبی خود پسندی کے تنگ دائرہ میں ہو گئی ہے۔ کہ بقول پادری ٹیلر صاحب وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ یہودیوں کی دنیا میں نشیمن نہیں ہیں کہ اُنکے ذریعہ سے واعظ وعظ کہتے انہوں نے گویا اپنے مذہب کو اپنی مستقل ذاتی جائداد قرار دے رکھی ہے کہ اُس سے اُنہیں کو نفع و ضرر ہو۔ مذاہب عالم کو وہ باطل سمجھتے ہیں ہم مسلمان خیال کرتے ہیں کہ اگر اسلام چھوڑ کر یہودیوں کا دین اختیار کریں تو اوّل اُس میں یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ مسیح اور پیغمبر اسلام رسول نہ تھے۔ اور دوسرے وہ کونسی صداقتوں کے آبدار موتی موسوی دین میں ہیں جو اسلام کے بحر ذخار میں نہیں ہیں حضرت

موسیٰؑ کو جو دس احکام خدا نے دیئے تھے۔ اُن سے بڑھکر اسلام میں وسعت سے تعلیم ہے۔ ہر چند کہ حضرت موسیٰؑ کی معرفت خدا نے بنی اسرائیل سے کہا کہ "خداوند تیرا خدا جو تجھے زمین مصر اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔ میری حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہوئے تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا۔ تو اُن کے آگے اپنے تئیں مت جھکا اور نہ اُن کی عبادت کر کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں۔ باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی پُشت تک پہنچاتا ہوں۔ پر اُن میں سے ہزاروں پر جو مجھے پیار کرتے اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا ہوں"۔ مگر ہمارے پیغمبر کی خاص بعثت اسی واسطے ہوئی تھی کہ ملک عرب کی بت پرستی دور ہو پس مسلمانوں کی رائے ہے کہ جب ہم حضرت موسیٰؑ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہیں اور احکام موسوی جن کی تصدیق قرآن مجید میں ہے اُنکو مانتے ہیں۔ اور موسوی تعلیم اور ہدایت سے بڑھکر اسلام کی تعلیم ہے تو ہم اگر دائرہ اسلام سے خارج ہوکر یہود کا مذہب اختیار کریں تو وہ مذہب ایسی قابلیت ہی نہیں رکھتا کہ ہم کو اسلامی برکات دینی و دُنیوی سے زیادہ برکات کا مستحق قرار دے۔

عیسائی مذہب اپنی دقیق روحانی تعلیم اور تثلیث کے ساز و سامان سے تمام مذاہب کو ناقص جانتا ہے اور جملہ اقوام عالم کو طلب کرتا ہے کہ میں کامل ہوں اور حق پر ہوں مجھکو اختیار کر دو۔ اسلام انبیاء کی رسالتوں کو تسلیم کرتا ہے اور خدا کو واحد جانتا ہے اُس کی صدا ہے کہ میں سب شریعتوں کے آخر میں ہوں اور مکمل ہوں کہ تمام الہامی شریعتوں کی تعلیم سے میری تعلیم افضل ہے۔ دنیا میں یہ دو مذہب الہامی ایسے ہیں کہ باہم ایک دوسرے کو ویسی دعوت دیتا ہے اور دونوں کی خواہش ہے کہ غیر مذاہب والے عیسوی دین یا اسلام کے پابند ہوں مسلمان کہتے ہیں کہ اگر ہم عیسائی ہوں اور ترک اسلام کرکے دیانت عیسوی کو قبول کریں تو ہم کو اوّل عربی روشن محبت سے انکار کرنا ہوگا۔ اور دوسرے جب مسلمان تھے تو خدا کو واحد جانتے تھے۔ عیسائی ہونے سے تثلیث کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور محدود تعلیم عیسوی سے کیا استفادہ ہوگا"۔ الغرض اسلام نہ عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کو مطابق عقل سمجھتا ہے اور نہ تثلیث "کو اچھا جانتا ہے اور نہ اپنے سے تعلیم مذاہب مختلفہ میں اعلیٰ خیال کرتا ہے" وہ کہتا ہے کہ بعض مسلمان جنہوں نے دین عیسوی کسی غرض یا اثر سے قبول کر لیا تھا اُن کو وہ تعلیمی اثر محسوس نہ ہوا۔ جو اسلام میں تھا لہٰذا پھر اسلام کے دائرہ میں آ گئے"۔ اور جس عیسائی نے اسلام اختیار کیا وہ تعلیم اسلام سے مستفید ہوتا رہا۔ اسلام نہ حکومت رکھتا ہے اور نہ اسکے واعظ

جا بجا عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور نہ اسکے پاس پادریونکا ایسا مذہبی سرمایہ ہے کہ جو اُسکو قبول کرے اُسکی تنخواہ مقرر ہوتا ہم اُسکی اشاعت عیسوی مذہب سے زیادہ ہے۔ یہ امر تعجب انگیز نہیں ہے کیونکہ جب مکہ و مدینہ میں اس کی اشاعت ہوئی تھی تو محض خدا اور اس کے الہام کی حمایت سے تھے اور آج عیسوی دین سے جو سبقت اسکو حاصل ہے وہ بھی خدا ہی کی جانب سے ہے۔ پادری ایزک ٹیلر کا بیان ہے کہ عیسائی مذہب کے باریک خیالات ایسے نہیں ہیں جو وحشی اقوام کی سمجھ میں آسکیں اور مذہب اسلام میں جو ادنے درجہ کے صفات ہیں اُنکو ادنے درجہ کی اقوام سمجھ سکتی ہیں۔ مثلاً انصاف حلم وغیرہ "بعد اُسکے اُنہوں نے بطور دلیل بیان کیا ہے۔ کہ "یہودی جو دنیا کے تمام اقوام سے زیادہ اعلے مذہبی خیالات سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دو ہزار برس تک تعلیم پانے کے بعد اس قابل ہوئے کہ عیسائی مذہب کی اعلے تعلیمات حاصل کرسکیں" اس بیان سے پادری ٹیلر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ اسلام میں ادنے صفات ہیں اور عیسوی مذہب میں اعلے صفات ہیں" اگر بلحاظ اشاعت اسلام کا درجہ اعلے ہے کیونکہ اسلامی ادنے صفات سے ادنے درجہ کی قومیں اس کو تسلیم کرلیتی ہیں۔ اور عیسائی مذہب کی باریکیاں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتیں وہ اسکو پسند نہیں کرتے یہ خیال پادری ٹیلر صاحب کا صحیح نہیں ہے۔ اسلام میں دقائق اور باریکیاں ہیں اور عام فہم تعلیم بھی ہے۔ اسلام کی تعلیم کا نمبروں اور درجوں کے حساب سے اثر تھا اور ابھی اُس کے نزدیک عرب مبتدی تھا اور آج بھی جو شخص اسلام کو نہیں جانتا مبتدی ہے۔ جب ان کو کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ تو ان کا تعلیمی سلسلہ بجز اس کے کیونکر قایم ہوسکتا تھا۔ کہ اُن کو اول مرتبہ اُنکی فہمید کے مطابق تعلیم ہو۔ اور جب اس میں کمال حاصل کرلیں تو اسلام کی اعلے صفات سے ماہر ہوں الہامی معلم اور ربانی اتالیق اسلام نے اپنی تعلیم کا یہی سلسلہ مقرر فرمایا تھا۔ اور یہی درس اسلام کے پاک اور وسیع مدرسہ میں اول تھا اور اب بھی ہے۔ کیا مسیح معلم نے اپنی تعلیم کا طریقہ یہ نہ رکھا تھا پادری ٹیلر کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نے اُس طریق اور ترتیب سے تعلیم نہیں فرمائی۔ اگرچہ پادری ٹیلر نے سبب اُس فرق کا ظاہر نہیں کیا جو دونو معلموں کی تعلیم میں ہے مگر ہمارے نزدیک مسیح نے جو درس یہودیوں کو دیا اُس سے سوا اسکے اور کیا مقصد سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہودی ایک مذہب رکھتے تھے۔ اور مذہبی نکات سے واقف تھے اور پیغمبر عرب کے درس کا اور تعلیمی مقصود تھا۔ جبکہ بقول پادری ٹیلر مسیح کی تعلیم کا سلسلہ پیچیدہ ہے اور مشکل اور عام فہم نہیں ہے یہانتک کہ یہودیوں نے دو ہزار برس تک تعلیم پانے کے بعد اُسکی قدر کی تھی اور ہم مسلمانوں کے

اسلام کی تعلیم انسانوں کی فہم و فراست اور حیثیت قابلیت و مدارج و مراتب کے اعتبار سے ہے تو موجودہ زمانہ میں ہرگز اسلام کے مقابلہ میں مسیحی تعلیم کا اثر نہیں ہو سکتا۔ جب زمانہ انسان کی علمی ترقی کا نہ تھا اسوقت ایسی مشکل اور منتہی درجہ کی مسیحی تعلیم سے اُن لوگوں نے کیا اور کیونکر فیض پایا ہوگا جن کو علم کچھ نہ تھا۔ یا کم تھا۔ اور معلومات نہ رکھتے تھے۔ مگر اس زمانہ میں کہ اُمّت مسیحی نے علوم و فنون میں کمال پیدا کیا ہے اور اسکی معلومات وسیع ہوگئے ہیں۔ اور اُس کا تجربہ اور عقل ترقی پر ہے۔ کیوں یورپ میں مسیحی دین کی قدر و منزلت نہیں ہوتی بجائے اسکے کہ دیانت عیسوی پر راسخ الاعتقادی سے عمل کیا جائے نہ تہر پھیلتا جاتا ہے۔ جبکہ تعلیم یافتہ اشخاص کے واسطے مسیحی تعلیم اکسیر اعظم کا حکم رکھتی تھی۔ تو اس زمانہ میں اُسکا اثر بھی اُسی کے مطابق ہوتا نہ کہ مخالف ❊

دنیا کے اور مذاہب مثلاً برہمنوں کا ہندو مذہب اور مذہب ہنود سے جو مذہب پیدا ہوئے جیسے کہ مذہب بُدھ اور جین یہ مذہب کُل ایسے ہیں۔ کہ یہ مسیحی مذہب اور اسلام پر اس غرض سے حملہ نہیں کر سکتے۔ کہ نہ ان کا مذہب مسلمان ہی قبول کر سکتا ہے اور نہ عیسائی۔ مذکورہ مذاہب میں تو یہ سخاوت ضرور ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو اسلام و عیسوی مذہب کے حوالہ کیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کا کام نہیں ہے۔ کہ وہ اہل اسلام اور عیسائیوں کو بلا کر اُن سے اپنے کو تسلیم کرائیں۔ اوّل تو مسلمان اُن مذہبوں کی دُنیا میں جا نہیں سکتے۔ اور اگر وہ طالب ہوئے تو مسلمان جا کر کیا کرتا۔ برہمنوں کا مذہب مُسلم قبول نہیں کر سکتا۔ کس واسطے کہ اُس مذہب میں بُت پرستی کی چاشنی ہے اور جسنے تارے سے اسلام نفرت کرتا ہے اور خدا کو واحد جانتا ہے تو تسبیح چھوڑ کر اُسکو زنار کیا پسند ہوگا۔ اور خدا کی وحدانیت سے پھر انکار کرکے وہ کیوں بے حس تو تکی پرستش میں مشغول ہوگا ❊

ہندو مذہب میں دو جدید مذہب زمانہ حال میں ایجاد ہوئے ہیں۔ ایک آریہ دوسرا برہمو دونوں کے اصول علیحدہ علیحدہ ہیں برہمو سماج کا عقیدہ ہے کہ الہام محدود نہیں ہوا۔ وہ فیضانِ الٰہی ہمیشہ جاری رہیگا۔ اور وید کے الہامی ہونے میں اُنکو کلام ہے آریہ سماج وید کو الہامی جانتا ہے۔ اور وحی و الہام کو محدود سمجھتا ہے۔ مگر دونو طریقوں کے ہادیوں کی ہدایت تھی کہ اقوام غیر اور دیگر مذاہب کے اشخاص سے خورد و نوش کرنے میں ہندو مذہب قایم رہتا ہے۔ مثل عام ہندؤں کے اُن کے یہاں وہ چھوئی موئی والا مسئلہ نہیں ہے کہ اگر کسی مسلمان یا عیسائی نے اُن کے چوکے میں قدم رکھدیا یا اُنکے کھانے پینے کا ظروف چھولیا تو وہ ہندو سخت مصیبت میں

مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور کھانا کسی غیر مذہب والے کے ساتھ کھانے سے دھرم بالکل جانا رہتا تھا۔ برہم سماج اور آریہ سماج اسکے اور دیگر ہندوؤں کے موانع ترقی کے اسباب کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ مذہب کا تعلق روح سے ہے وہ ان خارجی باتوں سے ہرگز نہیں جاتا۔ ان دو نو طریقوں سے ثابت ہؤا کہ آریہ اور برہمو مذہب اور قوم کے لوگ اختیار کر سکتے ہیں۔ اور جو ان طریقوں کا پابند ہے۔ اس کا مذہب مذکورہ خارجی حالتوں سے تبدیل نہیں ہو سکتا۔ مگر مسلمان اُن میں سے ایک مسلک کو بھی اختیار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ برہم سماج کے ہادیوں کا ابتدائی مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو دھرم کی زمانہ حال کے مطابق اصلاح روحانی اور اخلاقی تعلیم اور دیگر اصول شایستگی کے اسلام میں ایسے ہیں کہ وہ اہل اسلام کے واسطے کافی ہیں۔ جب انکو احتیاج اور حاجت ہی نہیں ہے تو انکو کیا ضرور ہے کہ اپنی وسیع تعلیم کو چھوڑ کر ان مسلکوں کی محدود اور ناشنیہ تعلیم کے واسطے اسلام کو ترک کریں۔ یہ جدید مذہب ہندوؤں کے واسطے ہیں مسلمانوں کے واسطے نہیں ہیں ❖
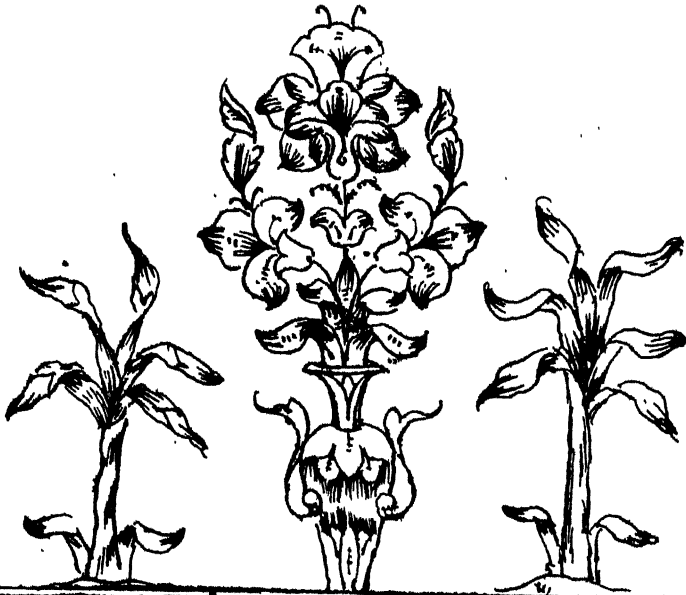
اسلام کی محاسن کی نسبت

پادری ایزک ٹیلر صاحب کا لکچر

جو

۷۔ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو والورہمپٹن واقع انگلستان کی چرچ کانگریس میں جسکے دو ہزار پانچسو چھیاسٹھ ممبر ہیں۔ کئی ہزار باشندگان انگلستان کے روبرو پادری ٹیلر صاحب موصوف نے اپنا لکچر پڑھا

شیوع مذہب کے اعتبار سے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے پر اسلام کو عیسائی مذہب سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی (سامعین کے کان کھڑے ہوئے) عیسائی مذہب کے مقابلے میں مذہب اسلام کو بت پرستوں ہی نے زیادہ قبول نہیں کیا۔ بلکہ بعض ممالک میں خاص عیسائی مذہب فی الواقع اٹھتا اور اسکے بدلے مذہب اسلام قایم ہوتا جاتا ہے اور یہ تو ایک مشہور بات ہے۔ کہ مسلم اقوام کے مطیع قابو کرنے کی جو تدبیریں کی گئیں،

ان سب میں ناکامی حاصل ہوئی۔ ہم بالعوض اسکے فتح پاتے اور کچھ آگے بڑھتے شکست
حاصل کرتے اور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں۔ مذہب اسلام مروقا (مراکو) سے جاوا اور زنجبار سے
چین تک تو پھیل چکا۔ اور اب افریقہ میں نشیب کے پانی کی طرح پھیلتا جاتا ہے۔ دریاے
کونگو اور دریاے زنبیزی کے کنارے کی تمام آبادی مسلمان ہوتی جاتی ہے۔ تجند کا
علاقہ جو ریگستان میں سب سے زیادہ قوی ملک ہے وہاں کے لوگ اب ہماری آنکھوں کے
سامنے مسلمان ہو گئے۔ ہندوستان میں مغربی تہذیب جو ہندو مذہب کی جڑ اکھاڑتی جاتی
ہے وہ مذہب اسلام کے لئے راستہ صاف کر رہی ہے۔ ہندوستان کے ساڑھے پچیس کروڑ
باشندوں میں پانچ کروڑ آدمی ابھی سے مسلمان ہو چکے ہیں اور افریقہ کی آبادی میں نصف سے
زیادہ مسلمان ہیں۔ یہ ان مسلمانوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے کسی مذہب کے اختیار کرنے کی
حالت میں پہلے پہل مذہب اسلام ہی قبول کیا۔ ان لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو دوسرے مذاہب کو
چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ جو شخص مذہب اسلام قبول کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے اسی مذہب کا
ہو رہتا ہے۔ اور اسکی گرفت بڑی مستحکم رہتی ہے عیسائی مذہب کی گرفت ایسی مستحکم
نہیں ہے۔ افریقہ کے لامذہب صحرائی باشندے جب ایک مرتبہ مذہب قبول کر لیتے
ہیں۔ تو وہ پھر نہ اپنی بت پرستی پر عود کرتے ہیں اور نہ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ گو اعلے
درجہ کی اقوام کے لئے یہ مذہب بالکل ناموزوں ہے۔ لیکن صحرائی اقوام کو مہذب بنانے
اور انکو مذہبی عروج پر پہنچانے کے لئے یہ مذہب انتہا درجہ تک مناسب اور موزوں ہے
عیسائی مذہب کا نمبر حد سے زیادہ چڑھا اور بہت ہی بڑھا ہوا ہے لیکن اسلام نے دنیا
کے مہذب بنانے میں عیسائی مذہب سے زیادہ کام کیا (نحرۂ تحقیر) ہم اس کی تمثیل
میں بعض عملی نتائج جو انگلش افسروں یا سیاحوں اور سوداگروں وغیرہ نے مذہب اسلام
کی نسبت اپنے عملی تجربے سے پیدا کئے ہیں انکو پیش کرتے ہیں جس وقت افریقہ کے
حبشی یعنے صحرائی باشندے مسلمان ہو جاتے ہیں تو ان کی بت پرستی اور ارواح
خبیثہ کی پرستش اور طرح طرح کی سست اعتقادیاں اور آدم خوری اور انسان کی
قربانی اور بچہ کشی اور جادو اور طلسم کے اعتقادات یہ سب عادتیں فوراً چھوٹ جاتی
ہیں۔ دیسی باشندے کپڑا پہننے لگتے ہیں اور میلے کچیلے رہنے کے بدلے صفائی اختیار کرنے
اور اپنی ذاتی قدر و منزلت سمجھنے لگتے ہیں۔ مہمان نوازی تو گویا ان کا ایک فرض

مذہبی ہوجاتا ہے۔ شراب خواری قطعاً موقوف ہوجاتی ہے۔ قماربازی سے ممتنع کردیئے جاتے ہیں بے حجابی کے ساتھ ناچنے کودنے۔ اور علانیہ زن و مرد کے ہم صحبت ہونے کی عادتیں چھوٹ جاتی ہیں۔ عورات کی عفت کا ایک وصف خاص کے طور پر خیال رکھتے ہیں کاہلی کے بدلے محنت اور مشقت کرنے لگتے ہیں مطلق العنانی کے بدلے قانون اور حکم حاکم کی پابندی کرنے لگتے ہیں۔ اور کشت و خون اور ایذا رسانی حیوانات کو چھوڑکر سنجیدگی اختیار کرنے لگتے ہیں۔ بردہ فروشی سے ممتنع کرلئے جاتے ہیں۔ انسانی ہمدردی اور نیکی اور برادرانہ اخوت آپس میں پیدا ہوجاتی ہے کثیر الازدواجی اور غلامی کا دستور مفید اور محدود ہوجاتا ہے اور انکے متعلقہ خرابیوں کا تدارک ہوجاتا ہے مذہب اسلام میں سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ یہ جماعت دنیا بھر میں سب سے زیادہ محتاط اور پرہیزگار ہے اشراف ہے اور یورپ کی تجارت کو جس قدر ترقی ہوتی جاتی ہے اسی قدر لوگوں میں شراب خواری اور بری باتوں اور ذلیل کاموں کے وسائل بڑھتے جاتے ہیں۔ مذہب اسلام تہذیب ادنٰے درجے کی نہیں ہے اسمیں لکھنا پڑھنا پوشاک و لباس کی صفائی۔ جسم کی طہارت سچائی۔ پاس آبرو یہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ منہیات کی امتناع اور تہذیب کی اشاعت کے اعتبار سے مذہب اسلام کی ترقیاں حیرت انگیز ہیں۔ ہم نے لکھوکھا اور کروڑہا روپیہ اور بیشمار جانیں افریقہ میں تلف کرادیں اور اسکے معاوضہ میں بہت کم ایسی باتیں ہونگی جنکو ہم پیش کرسکیں۔ تو عیسائیوں کا شمار ہزاروں میں کیا جاسکتا ہے اور تو مسلمونکا حساب لاکھوں کے ذریعے سے لگ سکیگا۔ یہ بڑے بے ڈھب واقعات ہیں جنکا جواب دینا بہت مشکل ہے اور انسے تجاہل کرنا سخت جہالت ہے۔ پس ہمکو سب سے پہلے یہ امر تسلیم کرلینا لازم ہے۔ کہ اسلام مخالف مذہبِ عیسائی نہیں ہے بلکہ اسلام نیم نصرانیت یعنے ایک ناقص درجے کا عیسائی مذہب ہے (نعوذ تحقیر) مذہب اسلام مذاہب حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علی نبینا و علیہم السلام کے تین سوتوں کا ایک دریا ہے۔ مذہب یہود اس سے خارج ہے۔ مذہب اسلام عام جہان میں پھیلا ہوا ہے۔ مذہب یہود کی طرح وہ کسی ایک فرقے پر محدود نہیں ہے بلکہ تمام عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ اہل اسلام چار انبیائے اعظم کو تسلیم کرتے ہیں۔ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت محمد رسول اللہ۔ (حبیب اللہ) مذہب اسلام میں حضرت عیسیٰ کا مرتبہ سب سے افضل ہے اور گو تعلیمات محمدی اور تعلیم سینٹ پال میں فرق ہے لیکن تعلیم محمدی عیسائی مذہب کے مخالف نہیں ہے مذہب اسلام مذاہب یہود و نصارٰی کے بین بین ہے مذہب یہود سے مذہب اسلام افضل ہے کیونکہ اسمیں مذہب عیسیٰ کے معجزات اور سچائی کی تصدیق کی گئی ہے۔ یہ اصلاح یافتہ مذہب یہود جو افریقہ

اور ایشیا میں اسقدر پھیل گیا تو اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ افریقہ اور شام کے علما نے عیسائی کی جگہ علم مابعد الطبیعۃ کے معنوی مسائل قایم کئے۔ اُنہوں نے کوشش کی کہ تجرّد کے بدلے تاہّل کو رواج دیں اُس زمانے میں تقدس حاصل کرنے کیلئے خلوت نشینی اور ترک دنیا کا رواج تھا پیر فقیر لوگ خانشینی کرتے تھے عام باشندے در اصل مخلوق پرست تھے بیشمار پیروں اور فقیروں اور فرشتوں کی پرستش کرتے تھے اسلام نے اس طوفان بدتمیزی اور سستی اعتقادی کو نیست و نابود کر دیا۔ زہاد خشک سے یہ ایک سخت مقابلہ تھا اور تجرد کے بدلے تاہّل کا قائم کرنا بہت بڑی قوت کا کام تھا اسلام نے مذہب کا اصل اصول خدا کی وحدانیت اور عظمت قرار دی۔ فقیری اور خانہ نشینی کو اُٹھا کر اُس نے جوانمردی قائم کی غلاموں کو آیندہ ترقی کی اُمید دلائی۔ انسان میں باہمی اخوت قائم کی اور فطرت انسانی کی ضروریات کو تسلیم کیا عیسائی مذہب کی اعلے صفات یعنی کسر نفسی صفائی قلب عفو تقصیرات۔ اور نفس کُشی یہ صفات مذہب اسلام کی نہیں ہیں عیسائی مذہب کے باریک خیالات ایسے نہیں ہیں جو وحشی اقوام کی سمجھ میں آسکیں اور مذہب اسلام میں جو ادنے درجے کی صفتیں پائی جاتی ہیں اُنکو ادنے درجے کی اقوام سمجھ سکتی ہیں مثلاً اعتدال صفائی عفت۔ انصاف۔ حلم۔ بہادری احسان۔ مہمان نوازی۔ راستی وغیرہ ان لوگوں کو بہت اچھی طرح سے سکھایا جاسکتا ہے۔ کہ چار ضروری صفتوں کی پابندی کرو اور سات کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھو عیسائیوں میں انسان کی باہمی اخوت کا خیال حد سے زیادہ اعلے درجے کا ہے لیکن صرف خیال ہی خیال ہے اور اسلام میں عملی طور پر اخوت کا برتاؤ ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہر صحبت میں یکساں سمجھے جاتے ہیں۔ یہ اسلام میں ایک ایسی چاشنی ہے۔ جسکو دیکھکر مُنہ میں پانی چھوٹنے لگتا ہے۔ جو شخص مسلمان ہوتا ہے وہ فوراً جماعت میں داخل کر لیا جاتا ہے اور پندرہ کروڑ بھائیوں میں ایک بھائی اور بڑھ جاتا ہے۔ عیسائیوں میں جو شخص نیا داخل ہوتا ہے۔ وہ سوشیل حیثیت میں برابر نہیں سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مسلمان درحقیقت نو مُسلم کو بھائی سمجھتے ہیں۔ ہم لوگ گرجا گھروں میں تو جا کر بیشک ایک دوسرے کے بھائی بنجاتے ہیں۔ لیکن روزمرہ کے طرز معاشرت میں اُسکا برتاؤ کچھ بھی نہیں ہوتا (قہقہہ) قرآن مجید میں بیشک ایک بہشت کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن مسلمانوں کو باہمی اخوت سے دنیا ہی میں بہشت ہو جاتی ہے۔

یہودی جو دنیا کی تمام اقوام سے زیادہ اعلے مذہبی خیالات سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہ دو ہزار برس تک تعلیم پانے کے بعد اس قابل ہوئے کہ عیسائی مذہب کی اعلے تعلیمات حاصل کر سکیں

پس ایسی حالت میں کیا ہم اُمید کر سکتے ہیں کہ حبشی اقوام جو بالکل ادنےٰ درجے کی حالت میں ہیں اور مدتوں سے وحشیانہ اور مردم خوارانہ برتاؤ کرتے آئے ہیں وہ کیا کبھی عیسائی مذہب کے اعلےٰ درجے کے اخلاق کو قبول کر سکینگے جسکے لئے تاریخ عبرانی میں کئے انبیا اور شجاعان وقت بھی قابل روا قعی سزاوں کو نہ تھے۔ مذہب اسلام کی تعلیمات ایسی اعلےٰ اور باریک نہیں ہیں یہ ایک ایسا فرقہ ہے۔ جو اہل افریقہ کو اعلےٰ مذہب کی تعلیم کے لئے تیار کر سکتا ہے۔ کلیسائی انگلستان اہل افریقہ پر کوئی پائیدار اثر نہ پیدا کر سکا۔ مذہب اسلام اپنی بہشت اور رنگتی فوج اپنے ڈھول دمامہ (قہقہہ) اور کلیسائی روم اپنے کالے نشان کو لیکر حبشی اقوام کے شبستان میں اُتر سکتا ہے لیکن کلیسائی انگلستان اپنے اکتالیس احکام کو لیکر افریقہ کے بلاد واقع خط استوا میں کئی پشت تک اپنا گرجا گھر قایم نہیں کر سکتا۔ اہل افریقہ کے عیسائی بنانے میں عملی طور کی دو دقتیں بہت بھاری ہیں۔ ایک کثیر الازدواجی اور دوسری بردہ فروشی۔ حضرت محمدؐ نے مثل حضرت موسیٰؑ کے ان دونو باتوں کی قطعاً ممانعت نہیں کی۔ کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تھا۔ بلکہ اس امر کی کوشش کی کہ جہاں تک ممکن ہو اُن خرابیوں کی اصلاح کیجائے غلامی فرقہ اسلام کا جزو نہیں ہے حضرت محمدؐ نے مثل حضرت موسےٰ اور سینٹ پال کے ضروری حد تک اسکو جائز رکھا۔ اہل اسلام نے اسمیں بہت کمی کر دی۔ امریکہ کی وحشی اقوام میں جس قدر اسکا برتا ہوتا ہے اہل اسلام اُس سے کہیں کم ہوتا ہے۔ کثیر الازدواجی ایک اور بھی دقت طلب مسئلہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اُسکی ممانعت نہیں کی حضرت داؤدؑ کے وقت میں اسکا رواج رہا۔ انجیل مقدس میں گو صراحتاً اُسکی امتناع لیکن معناً یہی پائی جاتی ہے۔ حضرت محمدؐ نے اختیار کثیر الازدواجی کو محدود کر دیا۔ اور مسلمانوں کے مہذب ممالک یعنی ترکی واقع یورپ اور الجیرس اور مصر میں بطور قاعدہ کلیہ اسکی پابندی گھٹتی ہے زیادہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کی یہ رائے ہے کہ اب وقت قریب آگیا ہے کہ اسکے دستور کا تدارک کیا جائے۔ یا موقوف کر دیا جائے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ کی حالت کے اعتبار سے موزوں نہیں ہے بشپ لاہور نے منجملہ اور اشخاص کے بڑی مردانگی کے ساتھ اس امر کی مخالفت کی کہ کثیر الازدواج اشخاص عیسائی مذہب میں قبول کئے جائیں۔ یہ امر خلاف انصاف اور باعث ظلم ہے کہ کوئی شخص عیسائی مذہب کے قبول کرنے کے بعد کسی بی بی کو جسکے ساتھ اُس نے شرع اسلامیہ کے بموجب جائز طور پر شادی کی ہو چھوڑ دے کیا یہ بھی لڑکوں کی سوتیلی مائیں ہیں جو بالکل ذلیل حالت سے چھوڑ دیجائیں جو شخص عیسائی مذہب کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو وہ کبھی اس ظالمانہ فعل کو جو بالکل فطرت کے

خلاف ہے قبول نہ کریگا۔ کثیر الازدواجی میں جہاں طرح طرح کے مضار ہیں وہاں منافع بھی ہیں۔
کثیر الازدواجی نے دختر کشی کو موقوف کرا دیا اور ہر ایک عورت کیلئے ایک قانونی محافظ پیدا کر دیا۔
مسلمان ملکوں میں کثیر الازدواجی کی وجہ سے کسب بالکل نہیں ہوتا ہے اور اس برائی سے عیسائی مذہب کیلئے اس سے
زیادہ باعث ننگ ہے جو اسلام کیلئے کثیر الازدواجی قرار پا سکتی ہے۔ اسلامیہ ممالک میں محدود درجے کی کثیر الازدواجی
کی خرابیاں عورتوں کیلئے باعث ذلت اور مردوں کیلئے موجب نقصان اُسقدر ہرگز نہیں ہے جسقدر عیسائی
شہروں کی علانیہ اوباشی جو اہل اسلام میں نام کو بھی نہیں ہے ستم ڈھاتی ہے اوباش انگلش مستحق اس امر کے نہیں ہیں
کہ کثیر الازدواج اہل اسلام کی عیب جوئی کر سکیں۔ دشمنوں سے اپنے بھائیوں کی آنکھ بنانے کے قبل ہمکو اپنی اندھی آنکھ
دیکھ لینی چاہئے (یعنے خود فضیحت و دیگراں را نصیحت) ممالک اسلام کی چار خرابیاں یعنی کثیر الازدواجی غلامی
بیشمار کنیزوں کا حرم بنا کر رکھنا اور کثرت طلاق۔ یہ خرابیاں صرف اہل اسلام سے مخصوص نہیں ہیں۔ اگر
فی الحال نہیں تو ہمیں لوگوں کی یادداشت میں یہ سب خرابیاں نہایت ہی شدید حالتوں سے ممالک متحدہ
امریکہ میں پائی تھیں۔ یہ ملک برائے نام عیسائی اور انگلش قوم سے آباد ہے۔ اگر عیسائی مشنیں افریقہ میں کچھ
کارروائی کرنیوالے ہیں تو انکو لازم ہے کہ اپنے طریقے بدلیں۔ اعظین یورپ اہل افریقہ کو کبھی عیسائی نکر سکینگے
اسکی بارہا آزمایش ہوئی اور ہر مرتبہ ناکامی ہوئی اول تو وہانکی جہالت کا سبب ہوا سے بھاری مشکل ہے دوسرے
سوشیل اختلاف انتہا درجے تک بڑھا ہوا ہے۔ افریقہ کے صحرائی باشندے صرف اسی طریقے سے عیسائی کئے
جاسکتے ہیں کہ ممالک متحدہ امریکہ کے صحرائی باشندے جو عیسائی ہو گئے ہیں بتعداد کثیر یہاں طلب کئے جائیں
اہل اسلام کے بارے میں ہم سوال کرتے ہیں کہ قلعہ اسلام پر ہم باہر سے حملہ کیوں کریں اندر ہی سے نکریں بالعوض
اسکے کہ ہم حضرت محمدؐ اور اہل اسلام کی مخالفت کریں ہم اپنی کارروائی اس امر کا اظہار کرکے کیوں نہ شروع کریں
کہ عیسائی مذہب اسلام کے مابین کن کن باتوں کی مطابقت ہے۔ یہانتک کہ مذہب اسلام اور عیسائی مذہب کے
مابین کن کن باتوں کا اختلاف ہے پس ہم کہتے ہیں کہ ہمکو یاد رکھنا چاہئے کہ بعض باتوں میں مسلمانوں کا اخلاق
ہمارے اخلاق سے بڑھا ہوا ہے۔ خدا کی مرضی پر شاکر رہنا پرہیزگاری۔ خیرات۔ راستی باہمی اخوت
ان سب باتوں میں اہل اسلام ایک ایسی نظیر قائم کرتے ہیں جسکی اگر ہم تقلید کریں تو ہمارے لئے بہتر ہو۔ اسلام نے شراب خوری
قماربازی و زناکاری ان تینوں آفتوں کو جنھوں نے عیسائی ملکوں کو بالکل ذلیل و خوار کر رکھا ہے بالکل موقوف کر دیا جن مشرقی
یا جنوبی اقوام پر عیسائی مذہب گرفت حاصل کر سکا اسلام ان سے بہت قریب قرابت رکھتا ہے قبطیوں اور
اہل ابی سینیا میں بالکل شکست اعتقادی پھیلی ہوئی ہے اسکے بدلے اسلام کا قایم ہو جانا نہایت ہی افضل بات ہے
اہل اسلام کو ناقص عیسائی سمجھ لینا چاہئے پس بیکار اس مذہب کی بیخکنی کے بدلے ہمکو لازم ہے کہ اس

مذہب کی تکمیل کریں اور کیا عجب ہے کہ ہم اسلام عیسائی کرلیں۔ پس اسطور پر ہم یہ سمجھتے ہیں
کہ خدا کی تجویز کو درجہ انصرام پر پہنچانے کے لئے حضرت محمد حضرت عیسیٰ کے لئے راستہ
نکالنے آئے تھے (نعرۂ تحسین)

تمت بالخیر

فہرست بقیہ صفحۂ اول

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
حسن المجلنا	عہر	فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری اول	۱۲ار	رسالہ جہاد اردو	۸ر
دلکش حصۂ اول . . .	۶ر	" " ثانی	۱۲ار	رسالہ جہاد فارسی . . .	۸ر
" " دوم . . .	۸ر	" " ثالث	۱۲	رسالہ جہاد انگریزی . . .	۸ر
شہد وفا	عہر	" " رابع	عہر	فضائل نماز انگریزی میں	۰ر
مرقع لیلیٰ مجنوں	۸ر	لکچر اسلام سرسید احمد خاں	۱۰ر	گوہر نایاب انگریزی . .	۲ر
آئینہ روزگار . . .	۸ر	لکچر سید نیشنل کانگریس	۱۰ر	رسالہ تعمیر عمارت	عہر
آدمی گر رسالہ . . .	۱۲ر	لکچر سرسید احمد خاں میرٹھ	۱۰ر	توبۃ النصوحین	۳ر
مرقع عبرت	۸ر	لکچر مولوی نذیر احمد کانگریس	۱۰ر	ویتی ہیاحشر	۲ر
جہانگیر	عہر	" نذیر احمد انجمن حمایت اسلام	۱۰ر	کریم اللغات معہ تعظیم اللغات	۸ر
چیستان ہستی . . .	۴ر	" " ثبوت اسلام	۲ر	فیروز اللغات اردو . .	۱۲ر
رندی و پیری	۳ر	" مولوی حسن علی اسلام پر	۰ر	کریم اللغات	۶ر
حسن بے پردہ	۳ر	" مولوی سراج الدین نیاز پر	۴ر	لغات سرسری . . .	۱۲ر
گوہر تفتیش	۸ر	" لائق صاحب اسلام پر	۱ر	غیاث اللغات	۱۲ر
رسالہ اصحاب کہف . . .	۲ر	" امام حنبل الی الہدیٰ اردو	۶ر	غیاث اللغات معہ چراغ ہدایت	۲ر
بوڑھے کی شادی عمر سے	۱ر	میزان عمل	عہر	جنتری برآورد تنخواہ . .	۲
مطالعہ فطرت	۵ر	قوت فیصلہ اردو	۸ر	جنتری چوب	۸ر

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
قصبی پنجابی سپکولیٹر کا پبلک کو ممنون ہونا چاہئے جس کی بدولت یہ کمی پوری ہوئی۔ فوراً منگوا کے دیکھئے کیا کچھ ہے۔ اگر پسند ہوئے تو ٹکے کھرے ہو گئے۔ ورنہ خیر......		دوستوں کے لئے تحفہ بے نظیر۔ خوش خط۔ عمدہ کاغذ۔ دیکھنے کے قابل۔ منگوانے کے قابل۔		میں نہایت انوکھے انداز سے مصنف نے لکھی ہے ہر ایک شخص کے دیکھنے کی چیز۔	۴ر
خزینہ نعت۔ ہندوستان کے کل باکمالوں کی نعتوں کو یکجا جمع کیا گیا ہے۔ ناظرین کیلئے توشہ آخرت سے کم نہیں۔ چند کاپیاں باقی ہیں جلدی منگوائیے ایسا نہ ہو کہ اوروں کی فرمائش سے الماریاں خالی ہو جائیں۔ اور آپ کی طرف سے فوری تعمیل نہ ہونے کے باعث ندامت اٹھانی پڑے	۱۴ر	مشیر نسواں۔ بچوں کی پرورش کے طریق پر سب سے پہلی اردو کتاب سلیس بامحاورہ شستہ۔ دو حصوں میں حصہ اول میں پالنا کاٹنا۔ غسل کرانا۔ تعلیم لباس۔ دودھ پلانا۔ غذا کھلانا۔ دودھ چھوڑانا۔ وغیرہ وغیرہ ہے۔ حصہ دوم میں۔ تہذیب اخلاق۔ غسل و لباس۔ ریاضت وغیرہ وغیرہ ہیں۔ حصے الگ الگ بھی مل سکتے ہیں۔ عورتوں کی مشیر دایہ۔ جوانوں کا طبیب۔ کسی صاحب اولاد کا گھر اس سے خالی رہنا نہ چاہیے	۱۲ر	نور العین۔ اپنے ڈھنگ میں نیا رسالہ۔ حفاظت بینائی کے واسطے مسیحا۔ تقویت دماغ کے نسخوں کی فہرست۔ وہ طالب علم جو آخر میں کم نظری کے شاکی ہو چکے ہیں۔ اگر اسے دیکھیں تو اس کے مطابق عمل کریں۔ تو نور کے مقدم ہونیکے ہم ذمہ دار۔	۵ر
پارۂ عم۔ چار زبانوں میں عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی۔ علاوہ ازیں بچوں بوڑھوں اور جوانوں		لذت الحیات۔ مردمی بڑھانیکا آلہ۔ دبلے کو موٹا بنانیکا نسخہ۔ ایک		علاوہ اس کے سب قسم کی کتابیں فروخت کے لئے موجود ہیں۔ جو صاحب خریدنا چاہیں درخواست بھیجیں فوراً تعمیل ارشاد ہوگی۔	